المسجد الاقصیٰ
اور اس کے ماحول کی قدیم تاریخ

جناب عبدالباری ایم اے

سورہ بنی اسرائیل کا آغاز ان الفاظ میں ہوا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ	پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو
لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک
اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا	جس کے ماحول کو اس نے برکت دی
الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ	ہے تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ
مِنْ اٰیٰتِنَا ط	کرائے۔

معراج سے متعلق یہ سورہ ہجرت سے ایک سال قبل نازل ہوئی۔ انبیاء سابقہ کے ذریعہ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کے ماحول کو اللہ نے برکت دی تھی۔ وہ شعائر الٰہیہ کے ظہور کا محل ہے (رحمۃ اللعالمین) اللہ کی نشانیوں میں سے اس ماحول کی پوزیشن سمجھنے کا بھی موقع ملا۔ آنحضرتؐ کو مکہ سے مدینہ ہجرت کرکے اسلام کے اصولوں پر ایک اسٹیٹ قائم کر دینے کا موقعہ آنے والا تھا۔ اس لئے اللہ نے معراج کے ذریعہ آپ کو جامع حکمت کی باتوں اور ہدایات سے نوازا۔ چونکہ بیت المقدس کے ماحول میں بنی اسرائیل کے ہر طرح کے کارنامے ظہور پذیر ہوئے تھے اور آنحضرتؐ تازہ تازہ اس ماحول کا مشاہدہ کرکے آئے تھے اس لئے قرآن کی اس سورہ میں انہی کی گذشتہ

نقشہ قبلہ نما

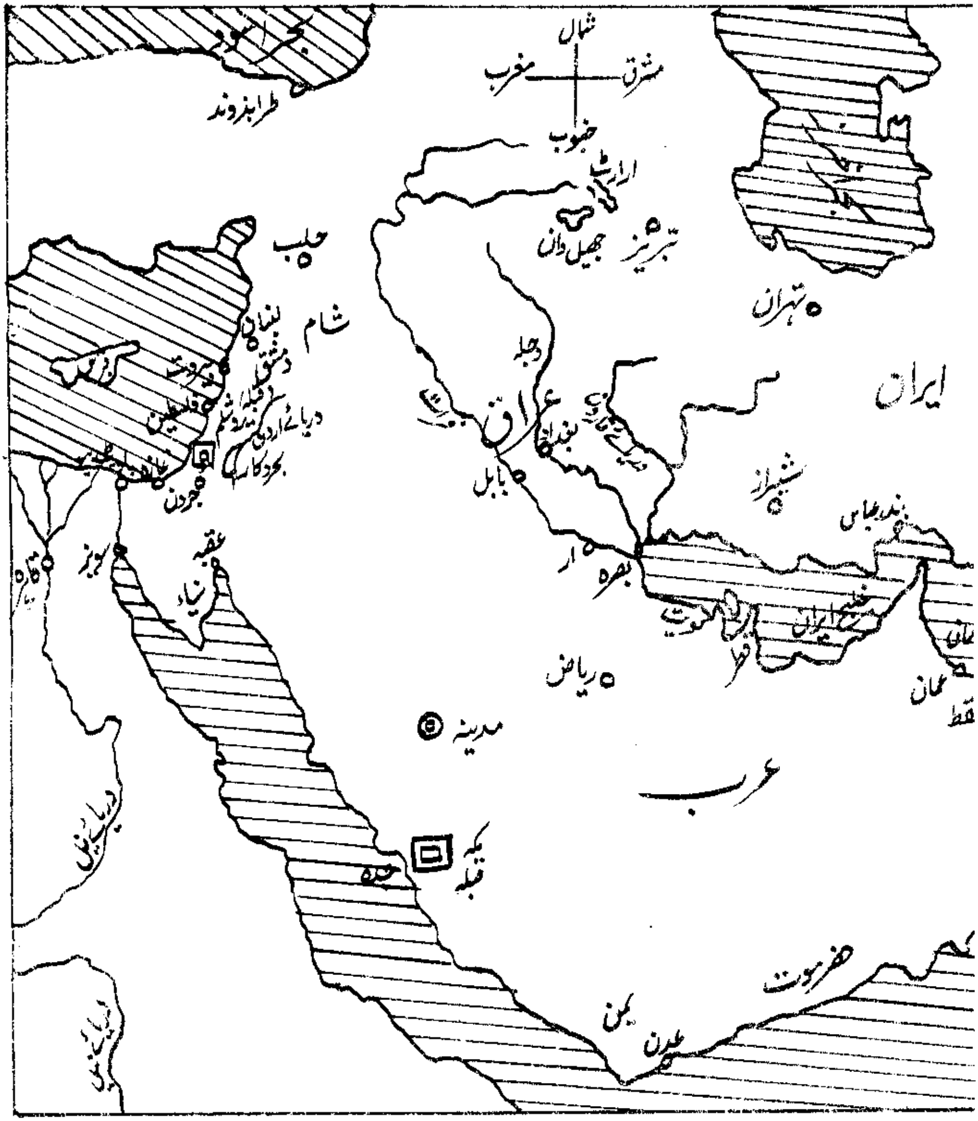

داستان کے حوالے دے دے کر تنبیہ شروع کردی گئی ہے ۔ کفار کے لئے ضمناً بنی اسرائیل کے لئے بھی کہ اب یہ آخری موقعہ دیا جا رہا ہے اب بھی نہ سنبھلے تو پھر کہیں کے نہ رہیں گے۔

اوّل بیت

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ	بیشک سب سے پہلا گھر جو انسان کی عبادت
لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ	کے لئے بنایا گیا وہ وہ تھا جو بکہ (مکہ) میں
مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ	تھا سارے عالم کے لئے مبارک اور
(قرآن)	ہدایت کا ذریعہ

مکہ کا نام بکا، حضرت داؤدؑ کی زبور میں آیا ہے ۔ شامی زبان میں بکہ کے معنی آبادی کے ہیں (سیرۃ النبیؐ حصہ پنجم ص ۲۴۴)

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ	حقیقت یہ ہے کہ مہینوں کی تعداد
اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا	جب سے اللہ نے آسمان و زمین کو
فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ	پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں ۱۲ ہی ہے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا	اور ان میں سے ۴ مہینے حرام ہیں ۔
اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِکَ	یہی ٹھیک ضابطہ ہے ۔
الدِّیْنُ الْقَیِّمُ	

یہ چار مہینے ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب ہیں ۔

مکہ کی بنا آدمؑ کے وقت میں پڑی، اگرچہ اس کا تاریخی ثبوت نہایت مشکل ہے لیکن بائبل کے بیانات سے اس کا پتہ لگتا ہے آدمؑ علم ہیئت و نجوم کی طرف بھی متوجہ ہوئے اور جس پہاڑ پر کارخانہ رصد تھا اس کا نام آپ نے "ہرمیا زنج" (یعنی جبل القمر) رکھا۔ اس پر اتفاق ہے کہ آدمؑ جبل القمر پر رہتے تھے ۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہاڑ مکہ کے پہاڑوں میں تھا ۔ یونانی مورخ خانیطس نے "تاریخ الحکماء" میں ایسا ہی لکھا ہے ۔ اسی جبل القمر کو اہل فارس "مہ گہ" کہتے تھے جس کا نام بعد میں "حرم" وغیرہ ہو گیا (بحوالہ "البشریٰ" ۔ از عنایت رسول چریاکوٹیؒ شائع شدہ ۱۱۲۸ھ)

بائبل کے پیدائش باب ۴ میں آدمؑ کے لڑکوں ہابیل و قابیل کا قصہ مذکور ہے کہ قابیل کھیتی کرتا تھا۔ اس لئے اپنی پیداوار سے اللہ کے لئے صدقہ لایا۔ اور ہابیل بکریاں چراتا تھا۔ پہلوٹھے بچے اور چربی لایا۔ خدا ہابیل اور اس کے صدقے سے خوش ہوا اور قابیل کا صدقہ مقبول نہ ہوا۔ پھر آیت ۱۶ میں آیا ہے کہ قابیل خدا کے سامنے سے چلا گیا اور عدن کے مشرق سرزمین نود میں مقیم ہوا۔ خدا نور جنگہ سے مطلب یہ ہے کہ اس مقام سے جہاں صدقہ لایا تھا چل دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معبد تھا جہاں صدقہ پہنچایا جاتا تھا قربانی لے جاتے تھے۔ اور وہیں حضرت آدم مقیم تھے۔ کوئی مسجد رہی ہوگی۔

قرآن (المائدہ) میں بھی یہ قصہ یوں مذکور ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ	پڑھ ان پر آدم کے بیٹوں کی خبر ٹھیک
آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا	ٹھیک جب چڑھایا ان دونوں نے چڑھاوا
فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ	تو مقبول ہوا ایک کا اور دوسرے کا مقبول نہ
يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ	ہوا

چڑھاوے کی یا قربانی کی کوئی متعین جگہ تھی؟ وہیں قربانی، عبادت اور حج بھی ہوتا رہا (طواف کی شکل موجود تھی)

"کعبہ وہ مقام ہے جو ازل سے اس دنیا میں خدا کا معبد اور خدا پرستی کا مرکز تھا۔ سب بڑے بڑے پیغمبروں نے اس کی زیارت کی اور بیت المقدس سے پہلے اپنی عبادتوں کی سمت اس کو قرار دیا" (سیرۃ النبی حصہ پنجم صلؔ۳)

"عرب میں بت پرست بھی تھے، ستارہ پرست بھی تھے، مشرک بھی تھے، کافر بھی تھے، عیسائی بھی تھے اور یہودی بھی تھے مگر عربوں کے قدیم اشعار سے ثابت ہے کہ خانہ کعبہ اور حج کے مراسم کی اہمیت کا یکساں اعتراف تھا" (سیرۃ النبی پنجم ۳۲)

طوفانِ نوحؑ کے پانی کا اثر مکہ تک پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ معبد کی مرمت کا ذکر

آتا ہے۔ اس کے بعد بابل کے مندر اور دیگر معابد بنے اور شور وغل رہا پھر حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کی اور خانہ کعبہ کی تجدید ہوئی۔ قرآن کے الفاظ "وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ" سے معنیٰ اخذ ہوتی ہے کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ دونوں اس کے قواعد (مراد کرسی) کو بلند کر رہے تھے۔ سورۃ الحج میں حضرت ابراہیمؑ کو کہا گیا ہے کہ حکم ہوا کہ لوگ اسی پرانے گھر (بیت العتیق) میں حج و قربانی کریں نہ کہ دوسرے معابد میں (بحوالہ "البشریٰ"۔ از عنایت رسول چریا کوٹی)

تالمود (The Talmud by H. Polano-Great Britain) سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیمؑ نے نوحؑ اور ان کے بیٹے سامؑ کی شاگردی میں تعلیم حاصل کی اور جب ابراہیمؑ کی عمر ۵۰ سال کی ہو گئی تو اپنے استاد کا گھر چھوڑا اور ۵۵ برس کی عمر میں کنعان میں رہنے لگے تھے اور تین سال بعد ہی نوحؑ کا (۹۵۰ برس کی عمر میں) انتقال ہو گیا۔ یہ سارا قصہ طوفان کے بعد کا ہے۔ کیونکہ بائبل پیدائش ۹: ۲۸ کی رو سے "طوفان کے بعد نوح ۳۵۰ برس اور جیتا رہا"۔ اور ایسا ہوا کہ مشرق کی طرف سفر کرتے کرتے ان کو ملک سنعار میں ایک میدان ملا اور وہاں بس گئے (پیدائش ۱۱: ۲) (دجلہ و فرات ہی کے ڈیلٹا کو سنعار کہتے ہیں اور کلدہ بھی یہی علاقہ تھا) اور پھر بابل سے تمام روئے زمین پر جا بسے۔ نوحؑ کے بیٹوں میں سے سامؑ کے خاندان میں قوم عاد اور ان کے پیغمبر ہودؑ پیدا ہوئے۔ پھر ثمود اور ان میں حضرت صالحؑ اور ان کے بعد ابراہیمؑ۔ حامؑ کے خاندان میں نمرود پیدا ہوا جس کی بادشاہی ملک سنعار ہی سے ہوئی تھی۔ نمرود اور ابراہیمؑ ہمعصر تھے۔

صحیح بخاری ج (۱) کتاب الانبیاء ۵۵۷ میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ؟
قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ۔ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی

قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً"

(میں نے نبیؐ سے دریافت کیا کہ اے رسولِ خدا! دنیا میں سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟ آپؐ نے فرمایا: مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں نے کہا: پھر اس کے بعد کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپؐ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ میں نے پھر دریافت کیا: تو دونوں مسجدوں کی تعمیر میں کتنے سال کا فاصلہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: چالیس سال کا فاصلہ ہے۔)

اگر ابراہیمؑ کا خانہ کعبہ بنانا "اوّل بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ" سمجھا جائے (حالانکہ نمرود کے عبادت خانہ کی موجودگی میں اسے اولیت نہ حاصل ہوگئی) تو اس حدیث کی رو سے ۴۰ برس بعد مسجد اقصیٰ کی بنا ہونی چاہئے۔ پیدائش ۲۵: ۷-۸ کی رو سے ابراہیمؑ کی عمر ۱۷۵ برس ہوئی۔ اور "جب ابرام سے ہاجرہ کے اسمٰعیل پیدا ہوا تب ابرام ۸۶ برس کا تھا" (پیدائش ۱۶: ۱۶) اگر اسمٰعیلؑ کی عمر ۱۴ برس ہونے پر خانہ کعبہ بنایا گیا ہو تو ابراہیمؑ کی عمر اس وقت ۱۰۰ برس کی ہو جائے گی۔ اب اگر اس کے ۴۰ برس بعد مسجدِ اقصیٰ وہی بنانے تو موقعہ تو تھا لیکن ایسا کوئی ذکر نہیں ملتا حالانکہ ان مزید ۷۵ برس عمر پانے کے دوران ان کا یروشلم آنا جانا ہوتا رہا؟

اشاعت اسلام ٹرسٹ کی لائبریری دہلی میں ایک کتاب "تاریخ میوات" میری نظر سے گذری جس میں میں نے پڑھا کہ "آدمؑ نے ۴۰ مرتبہ حج کیا"۔ "لبشری" کے حوالے سے اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ "اوّل بیت" آدمؑ ہی نے بکہ (مکہ) میں بنوایا ہوگا۔ اس لئے "المسجد الحرام" انھیں کے ہاتھوں بنی ہوگی۔ پھر اسی کا حج آپ نے ۴۰ بار کیا ہوگا۔ معلوم نہیں لگاتار کیا یا وقفہ وقفہ سے؟ لیکن شروع شروع جذبہ میں لگاتار ہی مان لیا جائے تو حدیث کی رو سے "المسجد الحرام" کے تعمیر کے ۴۰ سال بعد آدمؑ ہی نے "المسجد الاقصیٰ" کی بھی بنیاد ڈالی ہوگی۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ وہ قربان گاہ یہیں رہی ہو جہاں ان کے بیٹوں ہابیل وقابیل نے اپنے صدقے پیش کئے تھے؟ کیونکہ خدا کی طرف سے انبیاءؑ کو ارضِ مقدس

نقشہ جائے وقوع القدس (یروشلم)

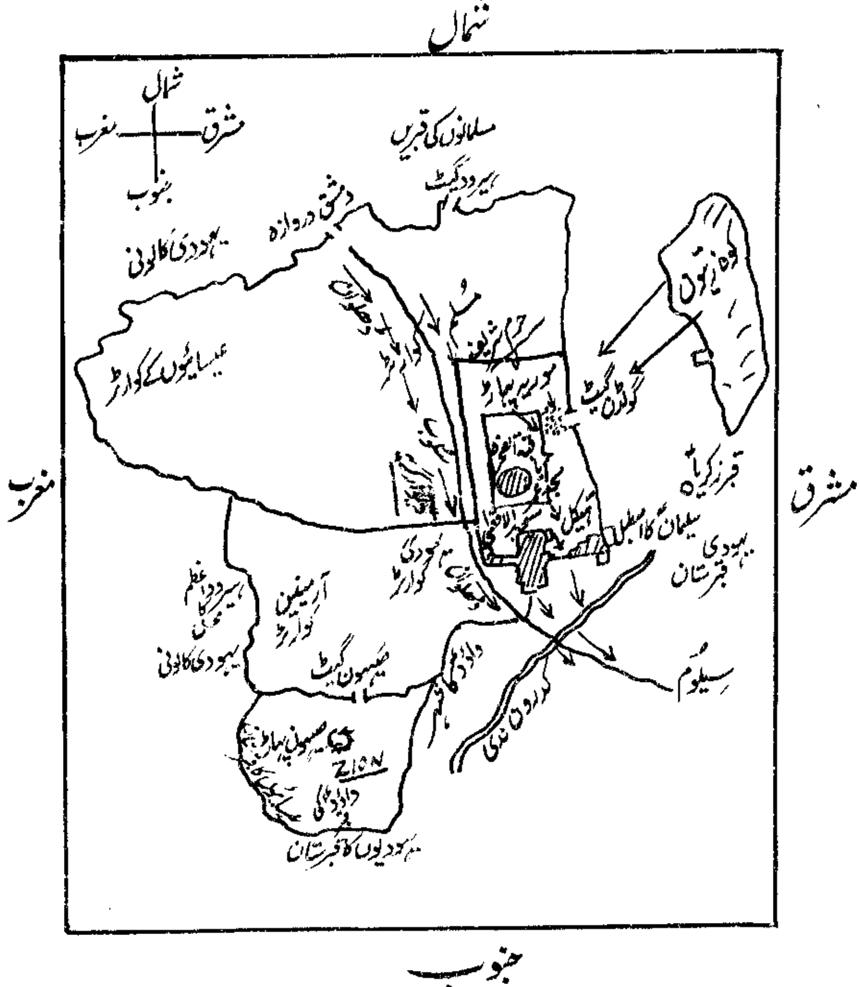

نوٹ: محض موقع و محل سمجھنے کے لئے یہ نقشہ ہے۔ صحیح ناپ کے ساتھ نہیں ہے
جیسے جیسے آبادی کی توسیع ہوتی گئی شہر پناہ بڑھائی گئی

بھی دی جانے والی تھی! اور جب ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی بات آئی تو اسی قدیم جائے وقوعہ کے انتخاب کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہی داؤدؑ کی رہنمائی فرمائی! تعمیر کے بعد اس کا نام ہیکل سلیمانی ہو گیا۔ پھر معراج میں اللہ تعالیٰ رسول اللہؐ کو المسجد الحرامؑ سے اسی المسجد الاقصیٰ کی طرف لے گیا۔

چند ناموں کی تعیین و تشریح اس لئے ضروری ہے کہ باتیں آسانی سے سمجھ میں آ جائیں۔

(۱) ارض مُقدس یا ارض المقدسۃ ۔ کنعان اور فلسطین کا علاقہ مراد ہے۔

(۲) قُدس ۔ اَلقُدسُ، حرم قُدسی ، بَیتُ المقدِس ، مسجد بیت المقدس ، مسجد اقصیٰ بیت الاقصیٰ ۔۔۔ مراد یروشلم ، دراصل یروشلم کا عربی نام القُدس ہے۔

(۳) اَلصَّخرۃ (The Rock) وہ مُقدس چٹان جس پر قدم رکھ کر رسول اللہؐ معراج کے موقع پر آسمان تشریف لے گئے تھے۔

(۴) قبۃ الصخرہ، یا مسجد عمر، یا مسجد صخرۃ یا مسجد قبۃ الصخرہ (Dome of the Rock)

اسی چٹان پر حضرت عمرؓ نے مسجد بنوائی تھی "قبۃ الصخرۃ" کو مسجد عمر بھی کہا جاتا ہے ۔ قبۃ الصخرۃ کے اندر صخرۃ (چٹان) ہے ۔ (جب قُبہ بنایا گیا تو اس پتھر کو آنگن میں اندر لے لیا گیا) ۔ قُبہ کہتے ہیں گنبد (Dome) کو۔

۵ ۔ ہیکل سلیمانی (The Temple of Solomon) وہ عبادتخانہ جسے حضرت سلیمانؑ نے بنوایا تھا ۔ ہیکل : ایک بڑی عمارت ، ایک محل ، ایک عبادت خانہ ۔ (سینوبس فرانسیسی مورخ نے کتاب تاریخ اقوام و ملل قدیمہ میں معبد یروشلم ہی کو مسجد اقصیٰ کا نام دیا ہے)

(۶) المعراج ۔ الاِسرَاءُ مِنَ المَسجِدِ الحرام الی المسجد الاقصیٰ فی بیت المقدس والمعراج الی السماوات العلیٰ (مسجد حرام سے رات کا سفر یروشلم میں مسجد اقصیٰ تک اور اونچے آسمانوں تک کی سیر)

(۷) المسجد الحرام ۔ حرمت اور عزت والی مسجد ۔ مراد وہ عبادت گاہ جس کے وسط

میں خانہ کعبہ واقع ہے۔

یروشلم (Jerusalem) کی قدیم تاریخ

یروشلم کا عام عربی نام القدس ہے جسے قدیم مصنفین عام طور پر بیتُ المقدس کہتے ہیں۔ دراصل اس سے مراد ہیکل سلیمانی، جو عبرانی "بیتِ ہمقدش" کا ترجمہ ہے (ابن ہشام) لیکن بعد میں اس لفظ کا اطلاق تمام شہر پر ہونے لگا (بحوالہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، لاہور۔ جلد ۱۶(۱)، صد ۲۹۵)

رحمۃ للعالمین جلد اوّل میں لکھا ہے کہ "یہودی اور عیسائی متفق ہیں کہ یروشلم کی بنیاد حضرت داؤدؑ نے قائم کی اور حضرت سلیمانؑ نے اس کی تعمیر فرمائی" مگر میں ایک ایسے مخلص عیسائی مبلغ (Rev. W. M. Thomson, D.D.) کا بیان پیش کرتا ہوں جس نے شام و فلسطین میں ۳۰ سال زندگی گذاری تھی جس کی کتاب The Land & The Book (دی لینڈ اینڈ دی بک) ۱۸۸۰ء میں لندن میں چھپی اسی کتاب میں پہلے اس نے مورخ جُوزِیفَس کا تاریخ یروشلم کے متعلق بیان لکھا (جوزیفس کی مورخ اس پورے علاقہ کا باشندہ رہ چکا تھا اور عیسیٰؑ کا ہمعصر تھا اس لئے اس کی شہادت کافی مستند ہے)

Josephus' history of Jerusalem: "He who first built it was a potent man among the Canaanites, and in our tongue called the 'Righteous King', for such he really was: on which account he was the first priest of God, and first built a temple, and called the city Jerusalem., which was formerly called 'Salem'."

(وہ جس نے سب سے پہلے اس کی بنیاد ڈالی کنعانیوں میں سے ایک طاقتور شخص تھا جسے ہماری زبان میں 'ملک صدیق' کہتے ہیں اس لئے کہ وہ حقیقتاً ایسا تھا بھی۔ اس حیثیت سے وہ خدا کا کاہن اوّل تھا اور اس نے ایک عبادت گاہ بنائی اور اس شہر کا نام 'یروشلم' رکھا جسے پہلے 'سلم' کہا جاتا تھا)

اور پھر اپنا تبصرہ اس طرح لکھا ہے:

"I am convinced (following the historian josephus) that Melechizedek was no other than Shem. Here, the son of Noah founded the

city of Peace, reigned in righteousness, and was priest of the most high God. At that time it bore the name of Jebus."

(جو نفیس مورخ کے بیان کو پڑھ کر میں مطمئن ہوگیا ہوں کہ ملک صدیق سوائے سام کے اور کوئی نہیں تھا۔ یہاں نوحؑ کے بیٹے (یعنی سام) نے سلامتی کے شہر کی بنیاد ڈالی۔ صداقت کے ساتھ سلطنت کی اور وہ اللہ تعالیٰ کا کاہن تھا۔ اس زمانہ میں اس کا نام 'یبوس' تھا۔)

'البشریٰ' (از عنایت رسول چریاکوٹی) میں ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ "تفاسیر یہود سے ثابت ہوتا ہے کہ جب ابراہیمؑ ارُ سے ہجرت کر گئے تو سب سے پہلے مکّہ میں پناہ لی۔ اس وقت سام بن نوحؑ (جن کا لقب ملکِ صدیق تھا) حجاز کے امام تھے"۔

'انسائیکلو پیڈیا آف اسلام' لاہور جلد ۱۶ (۱) کے ص۲۳۲ پر 'قبۃ الصخرۃ' عنوان کے تحت درج ہے "اگرچہ عہد نامۂ قدیم (old Testament) میں 'صخرہ' کا کوئی خاص ذکر نہیں لیکن تالمود میں اس کا حوالہ دیا گیا ہے ملک صدیق (Melechijedek) (عرب کنعانی قبائل کی ایک شاخ یبوسیوں کے فرمانروا) نے یہیں اپنی قربان گاہ بنائی تھی۔

عہد نامہ قدیم میں پیدائش ۱۴: ۱۸ میں اتنا ذکر ضرور ملتا ہے کہ "ملک صدیق سلیم کا بادشاہ روٹی اور مے لایا۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا کاہن تھا"۔

مسجد اقصیٰ کی کھدائی مسلسل ۱۲ سال سے ہو رہی ہے۔ "پروفیسر عبداللطیف طیباوی" نے قدس شریف اور اردگرد سے بہت سا مستند تحقیقی مواد فراہم کر دیا ہے۔ جسے ۱۹۷۸ء میں اسلامی کلچرل سینٹر لندن نے کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس کتاب کے تیسرے باب میں مصنف نے شہر قدس شریف کے حدود اربعہ کی تاریخ مرتب کی ہے جس میں اس کے مضافاتی قصبات اور گاؤں کو بھی شامل کر لیا ہے اس طور پر کہ مشرق میں اس کا آخری قصبہ 'ابودلیس' ہے۔ مغرب میں 'عین کارم' نام کا گاؤں ہے۔ شمال میں آخری حد 'شعفاط' نامی گاؤں ہے اور جنوبی سرحد 'بیت اللحم' کو قرار دیا ہے۔

ایک نقشہ بھی منسلک ہے جو واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح قدس شریفہ کا وجود بذات خود قائم ہے۔" (البلاغ ، ۲۱ ستمبر ۱۹۸۰ء)

"یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ کنعانی قبائل عرب فلسطین میں ۳۰۰۰ ق م سے پہلے سے آباد تھے۔ انہی قبائل سے یبوسی پیدا ہوئے جنھوں نے شہر قدس کی بنا ڈالی اور اس کا نام "اروسلم" رکھا پہلے سے فلسطین کی آبادی اچھی خاصی تھی۔ اس شہر کو تجارتی اور فوجی نقطۂ نظر سے بڑی اہمیت حاصل ہوگئی۔" (خطر الیھودیۃ العالمیۃ علی الاسلام والمسیحیۃ۔ از عبد اللہ التل)

"قدس کی تاریخ کا سلسلہ عہد برنجی (Bronze Age) کے آغاز سے (تقریباً ۳۰۰۰ ق م) ملتا ہے اور اس کا آغاز عرب کنعانیوں کے عہد میں ہوا کنعانیوں نے شمال وجنوب کے مابین پانی کے راستہ پر دوسرے شہروں کے ساتھ قدس کی بھی بنا ڈالی (ملاحظہ ہو نقشہ جائے وقوع القدس) اس طرح اتنی بات تو تاریخی طور پر ثابت ہی ہوجاتی ہے کہ اسے عربی قبائل نے تعمیر کیا۔ پھر دور اسلامی میں اس شہر کو حقیقی تقدس حاصل ہوگیا۔ مدینۃ القدس "سالم" کے نام پر معروف ہوا جبکہ وہ مملکت تھا جس کے بادشاہوں میں قدوم سالم، ملکی صادق، ادونی صادق اور ادونی بازق مشہور ہیں۔ تاریخ کی رو سے اس شہر کا اولین ذکر ان مصری نصوص میں ملتا ہے جو نصوص الطہارۃ کے نام سے موسوم ہیں جو ۱۹۰۰ ق م اور ۱۸۰۰ ق م میں ترتیب دئیے گئے تھے۔ ان میں اس کا ذکر "یوروشلم" ہے۔ اس کے معنی کی توضیح کے سلسلہ میں راجح اور جائے وقوع سے مناسبت رکھنے والا قول یہ ہے کہ یہ دراصل "مدینۃ سالم" تھا ——

۱۴۰۰ ق م میں رسائل تل عمارنہ (Teblets of Tell Amarna) میں قدس کا ذکر "یوروسلم" کے نام سے ملتا ہے۔ اور اشوری کتبوں میں اس کا ذکر "اورسلیمو" کے نام سے موجود ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر کردینا ضروری ہے کہ سفر نامہ یشوع (باب ۱۰: ۱-۳) میں قدس کا تذکرہ "اورشلیم" کے نام سے ملتا ہے اور اس وقت ادونی صادق

حکمراں تھا۔ اور سفر نامہ یشوع (۱ : ۸) میں ایک بار 'یوروشلم' کے نام سے اور دوسری بار (قضاۃ ۱ : ۲۱) 'یبوس' کی طرف نسب کرکے 'یبوسی' کا ذکر ملتا ہے۔ اور یہ سب سے بڑی دلیل ہے اس بات کی کہ یہ ایک عربی شہر تھا۔ اس لئے کہ یہ نام یبوسی عرب کی طرف منسوب ہے جو قبیلۂ کنعان کی ایک شاخ تھا! — عہد قدیم میں 'صیہون' نام کا بھی پتہ چلتا ہے۔ لیکن اس کا اطلاق قدیم شہر 'قدس' کے ایک جزو پر ہوتا ہے اور یہ وہ جنوبی جزء تھا جس پر داؤدؑ نے (یبوسیوں کو بے دخل کرنے کے بعد) حکومت کی۔ پھر یہ حصہ 'مدینۂ داؤد' کے نام سے موسوم ہوا۔ اور بعد میں امتداد زمانہ سے اس کا اطلاق پورے شہر پر ہونے لگا (رابطہ العالم الاسلامی۔ جون ۱۹۸۱ء صفحہ ۱۵) — معلوم ہوتا ہے یہ صیہون ہی یبوسیوں کا قلعہ تھا۔ کیونکہ داؤدؑ نے سب سے پہلے اسی قلعہ کو لے لیا پھر باقی جگہوں پر قابض ہوا۔

مندرجہ بالا اقتباس سے اتنی بات تو صاف ہو جاتی ہے کہ اس شہر کی بنا کنعانی یبوسی خاندان والوں نے ڈالی تھی اور ان کے بادشاہوں میں سے پہلے کا نام 'قدم سالم' تھا اور دوسرے کا ملک صادق۔ شہر کا نام 'اورسالم' یا 'اورسلیمو' ملتا ہے جو ظاہر ہے سالم کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہوگا۔ اور ایک قدیم شہر 'اُر' جو طوفانِ نوح سے پہلے (۳۰۰۰ ق م) سے مشہور تھا اور فرات کے جنوبی ساحل پر تھا جہاں ابراہیمؑ کے باپ دادا کا وطن تھا۔ اس سے تمیز کی خاطر اس کا نام (جس کی بنا تقریباً ۲۰۰۰ ق م میں بتائی جاتی ہے) 'اورسالم' (یعنی سالم کا اُر) رکھ دیا گیا ہوگا۔ ایسا کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ۲۶۶۰ ق م میں قدیم مصر کے چوتھے سلسلہ کے فرعون خافوزع نے ایک ہرم (Pyramid) بنوایا جس کا نام 'UR' (اُر) رکھا (بمعنی عظیم)

یروشلم کا جائے وقوع سمجھنے کے لئے مذکورہ بالا عیسائی مبلغ ٹامسن کا مشاہدہ پیش کیا جاتا ہے :

"The platform of Jerusalem is divided into two nearly equal posts

by a valley which commences from the north-west of the Damascus Gate, shallow and broad at first, but deepening rapidly in its couse down along the west side of the Temple area until it unites with the Kidron at the Pool of Siloam.

The city therefore was built upon 2 parallel ridges, with a valley between them and these grand landmarks are perfectly distinct to this day. eastern ridge is Moriah, on which stood the Tample; the western is Moun Zion. The Temple area is much lover than that paof of Zion which is west of it, and the north-west corner of the city overlooks the whole of the ridge on which the Temlpe stood" (The Land & The Book 1880 A.D.)

(یروشلم کے چبوترہ کو دو "تقریباً مساوی حصوں میں ایک وادی تقسیم کرتی ہے جو دمشق دروازے کے شمالی مغربی حصہ سے پہلے چوڑے اور چھچھلے پانی سے شروع ہوتا ہے لیکن بڑی تیزی کے ساتھ ہیکل ایریا کے مغربی دامن سے گہری ہوتی چلی گئی ہے یہاں تک کہ سلوم کے چشمہ کے قریب کدرون ندی سے ملحق ہو جاتی ہے۔ اس لئے شہر دو متوازی بلندیوں پر بسایا گیا تھا جن کے بیچ میں وادی ہے۔ اور یہ معروف ارضی آثار آج تک بالکل واضح ہیں۔ مشرقی بلندی موریاہ ہے جس پر ہیکل قائم تھا۔ اور مغربی صیہون (Zion) کا پہاڑ ہے۔ ہیکل کا ایریا صیہون والے اس حصہ سے کافی نشیب میں ہے جو اس کے مغرب میں ہے۔ شہر کا شمالی مغربی گوشہ اتنا بلند ہے کہ وہاں سے وہ پہاڑی سطح صاف نظر آتی ہے جس پر ہیکل قائم تھا) ——— (ملاحظہ ہو نقشہ جائے وقوع القدس)

جائے وقوع کی ملکیت

"انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" لاہور جلد ۱۶ (۱) کے "قبۃ الصخرہ" عنوان کے تحت ہی یہ بات بھی درج ہے کہ "اسی جگہ ارونا یبوسی (Araunah the Jebusite) کی خرمن گاہ تھی (سموئیل کتاب دوم ۲۴: ۱۸-۲۵) جسے داؤدؑ نے چاندی کے پچاس شاقل (Shekels) کے عوض خرید لیا تھا۔ اور پھر یہیں خداوند کی عبادت کی تھی اور ہیکل کی تعمیر کا ارادہ کیا تھا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے سلیمانؑ نے اسی جگہ ہیکل بنایا۔"

بائبل میں تفصیلات ملاحظہ ہوں :

"اسوقت خدا کا فرشتہ یبوسی ارناہ (Ornan the Jebusite) کے کھلیان کے پاس کھڑا تھا۔" (سموئیل ۲-۲۴ : ۱۶)

"داؤد نے کہا یہ کھلیان تجھ سے خریدنے اور خداوند کے لئے ایک مذبح بنانے آیا ہوں تاکہ لوگوں میں سے وبا جاتی رہے۔" (سموئیل ۲-۲۴ : ۲۱)

"سو داؤد نے وہ کھلیان اور بیل چاندی کے پچاس مثقالیں (Shekels) دے کر خریدے۔ اور داؤد نے وہاں خداوند کے لئے مذبح (altar) بنایا اور سوختنی قربانیاں اور سلامتی کی قربانیاں چڑھائیں۔" (سموئیل ۲-۲۴:۲۴-۲۵)

"تب خداوند کے فرشتہ نے جاد کو حکم کیا کہ داؤد سے کہے کہ داؤد جاکر یبوسی ارنا (Arawna the Jebusite) کے کھلیان میں خداوند کے لئے ایک قربان گاہ بنائے۔ تو اس کا پورا دام لے کر مجھے دے ..... سو داؤد نے ارنان کو اس جگہ کے لئے چھ سو مثقال سونا تول کر دیا (Six hundred Shekels of gold by weight) اور داؤد نے وہاں خداوند کے لئے مذبح بنایا اور سوختنی قربانیاں اور سلامتی کی قربانیاں چڑھائیں) (۱-تواریخ ۲۱: ۱۸-۲۶)

یہاں بائبل میں دو طرح کے بیانات ملتے ہیں ارونا یبوسی اور ارنان یبوسی الگ الگ نام اور دونوں کے ساتھ خریداری کی دو مختلف رقمیں ۔ پچاس مثقال چاندی کے عوض میں کھلیان اور بیل کی خریداری اور چھ سو مثقال سونا وزن کے عوض میں کھلیان کی جگہ؟ ۔ بہرحال اس فرق کو نظرانداز کرتے ہوئے یہاں اہم بات صرف یہ ہے کہ جس زمین کو قربان گاہ کے لئے داؤد نے خریدی اس پر قبضہ کسی یبوسی ہی کا اس وقت تک تھا۔

یہ یبوسی کون تھے؟ پہلے کہاں رہتے تھے؟ عیسائی مبلغ ٹامسن کا بیان پھر سنئے :

"Josephus asserts that Canaan the 4th son of Ham, settled this country and gave it his own name. The border of the Canaanites was from sidon unto Gaza, and Gomorrah, and Admah, and Zeboin, even unto Lasha. They were the first settlers after the Deluge. These who settled in Palestine multiplied rapidly, and soon become wealthy powerful and extremely corrupt. The different sons of the Canaanites were the Hittites. Girgashiftes. Amorites, Canaanites Perizzites, Hivites and Jebusites— seven greater and mightier nations than the Hebrews." (The Land & The Book- p. 162)

(جوزیفس پر زور طریقے پر کہتا ہے کہ حام کے چوتھے لڑکے کنعان نے آکر اس خطہ کو آباد کیا اور اپنے نام پر اس خطہ کا نام رکھدیا۔ کنعانیوں کی حد یہ ہے صیدا سے غازہ تک۔ پھر وہاں سے لسع تک جو سدوم اور عمورہ اور ادمہ اور ضبیان کی راہ پر ہے۔ یہ طوفان نوح کے بعد سب سے اوّل آباد ہونے والوں میں سے ہیں۔ جو لوگ فلسطین میں آباد ہوئے ان کی تعداد بڑی جلدی بڑھی اور وہ بہت جلد دولتمند، طاقتور اور کثرت سے خرابیوں میں مبتلا ہو گئے۔ کنعانیوں کی مختلف اولادیں تھیں ——— حتّی، جرجاسی، اموری کنعانی، فرزی، حوی اور یبوسی۔ ۷ قومیں جو عبرانیوں سے بھی زیادہ بڑی اور زورآور تھیں۔) (دی لینڈ اینڈ دی بک۔ صـ ۱۶۲)

مزید بائبل گنتی ۱۳: ۲۹ میں ہیں یہ بات ملتی ہے کہ جب خدا کے حکم سے موسیٰؑ نے اپنے سرداروں کو ارضِ کنعان کا معائنہ کرنے بھیجا تو معائنہ کے بعد انھوں نے یہ رپورٹ دی تھی کہ "اس ملک کے جنوبی حصہ میں تو عمالیقی آباد ہیں اور حتّی اور یبوسی اور اموری پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور سمندر کے ساحل پر اور اردن کے کنارے کنارے کنعانی بسے ہوئے ہیں۔"

"داؤدؑ نے حبرون میں ۷ برس چھ مہینے یہوداہ پر سلطنت کی اور یروشلم میں سب اسرائیل اور یہوداہ پر ۳۳ برس سلطنت کی (1004BC-965 B.C) یا (1009B.C-967 B.C.) پھر بادشاہ اور اس کے لوگ یروشلم کو یبوسیوں پر جو اس ملک کے باشندے تھے۔

چڑھائی کرنے لگے ...... داؤد نے صیہون کا قلعہ لے لیا۔ اور داؤد اس قلعہ میں رہنے لگا۔ اور اس نے اس کا نام داؤد کا شہر رکھا۔" (۲ سموئیل ۵: ۵ - ۷)

عیسائی مبلغ تامسن کا بیان بھی ہے کہ:

"Dawid the king of the Jews, ejected the Canaanites and settled his own people therein" (The Land & The Book).

(داؤد یہودیوں کے بادشاہ نے کنعانیوں کو بیدخل کر کے اپنے آدمیوں کو اس مقام پر بسا دیا) ــــ داؤد نے فوراً اپنا دارالخلافہ حبرون سے صیہون منتقل کر دیا۔ جب سے یروشلم ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا یہی عبرانی عقیدہ اور عبادت کا مرکز تھا؟

ہیکل سلیمانی کی تعمیر داؤدؑ نے سلیمانؑ کو بادشاہ بنا دیا تھا اور داؤدؑ کے مرنے کے دن قریب ہوئے۔ ہیکل کی تعمیر کی تمنا ان کے دل ہی میں رہ گئی! مگر اس نے وہ کثیر سامان و اسباب (سونا چاندی وغیرہ) جو ہیکل کی تعمیر کے لئے جمع کیا تھا سلیمان کے سپرد کر دیا۔

سلیمان نے کہا: "اپنے خدا کے نام کے لئے ایک گھر بنانے کا میرا ارادہ ہے جیسا کہ خداوند نے میرے باپ داؤد سے کہا تھا کہ تیرا بیٹا جس کو میں تیری جگہ تیرے تخت پر بٹھاؤں گا وہی میرے نام کے لئے گھر بنائے گا" (۱۔ سلاطین ۵: ۵)

داؤدؑ نے سلیمانؑ کو اس طرح ہدایات دیں جیسے انھیں خدا کی طرف سے نشاندہی کی گئی تھی! "تو اے بیٹے سلیمان اپنے باپ کے خدا کو پہچان اور پورے دل اور روح کی مستعدی سے اس کی عبادت کر کیونکہ خداوند سب دلوں کو جانچتا ہے اور جو کچھ خیال میں آتا ہے اسے پہچانتا ہے اگر تو اسے ڈھونڈے تو وہ تجھ کو مل جائے گا اور اگر تو اسے چھوڑ دے تو وہ ہمیشہ کے لئے تجھے رد کر دیگا۔ سو ہوشیار ہو کیونکہ خداوند نے تجھ کو مقدِس (Sanctuary) کے لئے ایک گھر بنانے کو چنا ہے۔ سو ہمت باندھ کر کام کر" (۱۔ تواریخ ۲۸: ۹ ــ ۱۰)

"تب داؤد نے اپنے بیٹے سلیمان کو ہیکل کے اُسارے اور اس کے مکانوں اور

خزانوں اور بالاخانوں اور اندر کی کوٹھریوں اور کفارہ گاہ کی جگہ کا نمونہ (pattern) اور ان سب چیزوں کا نمونہ بھی دیا جو اس کی روح (Spirit) سے ملا تھا۔" (۱۔ تواریخ ۲۸ : ۱۱۔ ۱۲)

"یہ سب یعنی اس نمونے کے سب کام خداوند کے ہاتھ کی تحریر سے مجھے سمجھائے گئے۔ اور داؤد نے اپنے بیٹے سلیمان سے کہا کہ ہمت باندھ اور حوصلہ سے کام کر۔ خوف نہ کر۔ ہراساں نہ ہو۔ کیونکہ خداوند خدا جو میرا خدا ہے تیرے ساتھ ہے وہ تجھ کو نہ چھوڑے گا اور نہ ترک کرے گا جب تک خداوند کے مسکن (house) کی خدمت کا سارا کام تمام نہ ہو جائے۔" (۱۔ تواریخ ۲۸ : ۱۹۔ ۲۰)

"اور سلیمان یروشلم میں کوہ موریاہ پر جہاں اس کے باپ داؤد نے رویت دیکھی اسی جگہ جسے داؤد نے تیاری کر کے مقرر کیا یعنی اُرنان (Ornan) یبوسی (the Jebusite) کے کھلیان میں خداوند کا گھر بنانے لگا" (۲۔ تواریخ ۳ : ۱)

"بنی اسرائیل کے ملکِ مصر سے نکل آنے کے بعد ۴۸۰ ویں سال سلیمان نے خداوند کا گھر بنانا شروع کیا۔" (۱۔ سلاطین ۶ : ۱)

"اور گیارہویں سال وہ گھر اپنے سب حصوں سمیت اپنے نقشہ کے مطابق بنکر تیار ہوا۔ یوں اس کے بنانے میں اسے ۷ سال لگے۔" (۱۔ سلاطین ۶ : ۳۸)

"جو گھر سلیمان بادشاہ نے خداوند کے لئے بنایا اس کی لمبائی ۶۰ ہاتھ اور چوڑائی ۲۰ ہاتھ اور اونچائی ۳۰ ہاتھ تھی۔ اور اس گھر کے ہیکل کے سامنے ایک برآمدہ اس گھر کی چوڑائی کے مطابق ۲۰ ہاتھ لمبا تھا اور اس گھر کے سامنے اس کی چوڑائی ۱۰ ہاتھ تھی۔" (۱۔ سلاطین ۶ : ۲۔ ۳۸) — اِس جگہ اُس عبادت خانہ (ہیکل) کی پوری تفصیلات درج ہیں۔ لکڑی اور سونے کا استعمال خوب ہوا تھا۔

اس کے بعد سلیمانؑ نے اپنا محل ۱۳ برس میں تیار کیا جس میں لکڑی اور پیتل کا کام بہت ہوا۔

عیسائی مبلغ ٹامسن کے بیان کے مطابق صیہون اور موریاہ کے درمیان محرابوں پر ایک زبردست پُل باندھ دیا گیا تھا (اب کھنڈر کی شکل میں ہے) جس کی لمبائی ۳۵۰ فٹ اور چوڑائی ۵۱ فٹ تھی !

"سلیمان نے یروشلم میں سب اسرائیل پر ۴۰ برس سلطنت کی تھی" (۱ سلاطین ۱۱:۴۲) (965 TO 926 B.C. یا 976 B.C. TO 936 B.C.)

پہلے قبلہ کی تعیین

"تاکہ میری آنکھیں اُس گھر کی طرف یعنی اس جگہ کی طرف جس کی بابت تو نے فرمایا ہے کہ میں اپنا نام وہاں رکھوں گا دن اور رات کھلی رہیں تاکہ تو اس دعا کو سنے جو تیرا بندہ اس مقام کی طرف رخ کر کے تجھ سے مانگے گا" (۱ سلاطین ۸ : ۲۹)

"سو جب وہ آئے اور اس گھر کی طرف رخ کر کے دعا کرے تو تو آسمان پر سے جو تیری سکونت گاہ ہے سن لینا" (۱ سلاطین ۸ : ۴۲-۴۳)

"اور وہ خداوند سے اس شہر کی طرف جسے تو نے چنا ہے اور اس گھر کی طرف جسے میں نے تیرے نام کے لئے بنایا ہے رُخ کر کے دعا کریں تو تو آسمان پر سے ان کی دعا اور مناجات سن کر ان کی حمایت کرنا" (۱ سلاطین ۸ : ۴۴، ۴۵، ۴۸ - ۴۹)

تحویل قبلہ کے لئے شرط اور اس کا اشارہ

"اور ایسا ہوا ہے جب سلیمان خداوند کا گھر اور شاہی محل بنا چکا تو خداوند سلیمان کو دوسری بار دکھائی دیا (پہلی بار یروشلم سے شمال مغرب سمت جبعون میں دکھائی دیا تھا) اور خداوند نے اس سے کہا میں نے تیری دعا اور مناجات جو تو نے میرے حضور کی ہے سن لی اور اس گھر میں جسے تو نے بنایا ہے اپنا نام ہمیشہ تک رکھنے کے لئے میں نے اسے مقدس کیا۔ سو اگر تو جیسے تیرا باپ داؤد چلا ویسے میرے حضور خلوصِ دل اور راستی سے چل کر اس سب کے مطابق جو میں نے تجھے فرمایا عمل کرے اور میرے آئین اور احکام کو مانے تو میں تیری سلطنت کا تخت اسرائیل کے اوپر ہمیشہ قائم

رکھوں گا جیسا میں نے تیرے باپ داؤد سے وعدہ کیا اور کہا کہ تیری نسل میں اسرائیل کے
تخت پر بیٹھنے کے لئے آدمی کی کمی نہ ہوگی۔ لیکن تم ہو یا تمہاری اولاد۔ اگر تم میری پیروی سے
برگشتہ ہو جاؤ اور میرے احکام اور آئین کو جو میں نے تمہارے آگے رکھے ہیں نہ مانو بلکہ
جا کر اور معبودوں کی عبادت کرنے اور ان کو سجدہ کرنے لگو تو میں اسرائیل کو اس ملک
سے جو میں نے ان کو دیا ہے کاٹ ڈالوں گا۔ اور اس گھر کو جسے میں نے اپنے نام کے
لئے مقدس کیا ہے اپنی نظر سے دور کر دوں گا۔ اور اسرائیل ساری قوموں میں ضرب المثل
اور انگشت نما ہوگا" (۱ سلاطین ۹: ۱-۷)

عیسائی مبلغ ٹامسن کا بیان سفر

'The Land & The Book' (دی لینڈ اینڈ دی بک) میں اس نے اپنا سفرنامہ
بیان کیا ہے جس سے ضروری مقامات کی جغرافیائی پوزیشن واضح ہوتی ہے اس لئے
اسے یہاں درج کیا جا رہا ہے:

'The old Sheikh of the Herem treated us with great respect, howing every thing about the Mosque (of Omar) without reserve. We entered by a small rude door near the north-west corner of the rea and walked in one ordinary shoes to the raised Stoa upon which the Mosque of Omar stands. Here we put on red morocco shoes (purchased for the purpose) and kept them on until we left he Mosqe of El-Aqsa.

'The first thing that struck me within the enclosure of the Harem vas its great size. It is about 35 acres. It is about 1500ft. on the East side, 1600 ft. in the West, 1000 ft. on the North and 900ft. on he South end. I noticed that the rock on the North west corner had been cut away, leaving a perpendicular face in some parts at east 20 ft. high.

The surface is not a perfect level, but declines southward from the Mosque of Omar to El-Aqsa, and on the East side there is quite a depression at the Golden Gate.

'The Space taken up by the Mosque of Omar is much larger than vas that of the Temple.

"The greatest curiosity is certainly the inmense stone from which the name Es-Sakhrah (the Rock) is derived. It is a mass of native rock, the sole remnant of the top of the ridge of Moriah, some 60 ft. Long 55 ft. wide and 10 or 12 ft. high on the lower side. All the rest of the ridge was cut away when levelling off the platform for the Temple and its courts. The Sakhra may well mark the exact spot of the altar of sacrifice. On the South-east end there is a well or shaft below. and the Sheikh of the Harem told me that this Shaft terminated in a horizontal passage leading southward from some place further back under the edifice and that water descended along it. May not the blood and the ashes from the altar have originally been cast into this pit and thence washed down in the valley of the Kidron quite beyond the precincts of the holy house?" (The Land & The Book).

حرم کے بزرگ شیخ ہم لوگوں کے ساتھ نہایت احترام کے ساتھ پیش آئے اور ہمیں مسجد عمر کے متعلق تمام چیزیں کھل کر دکھلائیں۔ اس مقام کے شمال مغربی گوشہ سے ہم لوگ ایک چھوٹے معمولی دروازے سے داخل ہوئے اور اپنے معمولی جوتوں میں چلتے رہے یہاں تک کہ بلند محراب کے پاس پہونچے جہاں مسجد عمر واقع ہے۔ یہاں ہم لوگوں نے سرخ مرکو جوتے پہن لئے (جو اسی غرض سے خریدے گئے تھے) اور پہنے رہے یہاں تک کہ ہم لوگ مسجد اقصیٰ سے پار ہو گئے۔

سب سے پہلے حرم کے حدود میں جس بات نے مجھے متاثر کیا وہ اس کا بڑا سائز تھا! تقریباً ۳۵ ایکڑ کا رقبہ ہوگا! مشرق کی طرف تقریباً ۱۵۰۰ فٹ لمبائی ہوگی، مغرب کی طرف تقریباً ۱۶۰۰ فٹ، شمال کی طرف تقریباً ۱۰۰۰ فٹ اور جنوب کی طرف اختتام پر تقریباً ۹۰۰ فٹ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ شمال مغربی گوشے میں چٹان ایسا کاٹ دیا گیا ہے کہ کہیں کہیں کم از کم ۲۰ فٹ اونچی زاویہ قائمہ سی دیوار معلوم ہوتی ہے!

سطح مکمل طور پر ہموار نہیں ہے۔ بلکہ مسجد عمر سے مسجد اقصیٰ کی طرف شمال سے جنوب کی طرف ڈھلوان سی ہے اور مشرق کی طرف سنہرے پھاٹک (Golden Gate)

پرتو ایک دم دب سی گئی ہے!

جتنی جگہ پر مسجد عمر کی تعمیر ہوئی ہے اس سے کم جگہ ہیکل میں لگی ہوگی۔

سب سے تعجب خیز وہ عظیم چٹان ہے جس سے 'الصخرہ' کا نام لے لیا گیا۔ یہ ایک قدرتی چٹان کا عظیم ٹکڑا ہے جو موریاہ پہاڑ کی چوٹی کا ایک حصہ ہے۔ تقریباً ۶۰ فٹ لمبا۔ ۵۵ فٹ چوڑا اور نیچے کی طرف دس بارہ فٹ اونچا۔ پہاڑی کا بقیہ حصہ ہیکل اور اس کی صحن کے لئے چبوترہ مسطح کرنے کے وقت چھیل ڈالا گیا۔ اس 'صخرہ' سے قربان گاہ کی صحیح پوزیشن متعین ہوتی ہے۔ جنوب مشرقی حصہ میں ایک کنواں یا کھائی نیچے کی طرف ہے۔

اور حرم کے شیخ نے مجھے بتایا کہ یہ کھائی جا کر اس زمین دوز راستے سے ملحق ہو جاتی ہے جو شمال سے جنوب کی طرف پلیٹو کے نیچے نیچے جاتا ہے اور جس کے ذریعہ پانی اوپر کی طرف سے نیچے کی طرف اترتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ قربان گاہ کا خون اور وہاں کی راکھ پہلے اسی گڑھے میں پھینکتے رہے ہوں۔ جہاں سے دھل کر ساری غلاظت مقدس گھر کے حدود سے پار کدرون وادی میں چلی جاتی رہی ہو! (دی لینڈ اینڈ دی بک) (ملاحظہ ہو نقشہ جائے وقوع القدس)

مجھے ٹامسن صاحب کے اس آخری نظریہ سے اتفاق نہیں ہے — اس لئے کہ بائبل کے نقشوں میں ہیکل سلیمانی کی جو تفصیلات دی گئی ہیں ان میں قربان گاہ (altar) کی جگہ بھی متعین طور پر دی گئی ہے اور وہ ہیکل کے مشرقی سمت میں ہے۔ جب کہ 'الصخرہ' کی پوزیشن ہیکل سے بہت شمال میں معلوم ہوتی ہے۔ قربان گاہ (altar) اور 'الصخرہ' دونوں الگ الگ ہیں۔ چونکہ یہ صخرہ مسجد عمر (یا قبۃ الصخرہ) کے داخلہ پر ملتا ہے۔ ٹامسن صاحب کے مذکورہ بالا بیان ہی کی روشنی میں میرے خیال میں یہی کنواں وضو اور پینے کے لئے آب رسانی کا بہترین ذریعہ رہا ہوگا۔ ایسے ایک کاریز کنویں کا میں نے اورنگ آباد دکن میں خود مشاہدہ کیا ہے! (یہ الگ بات ہے کہ ۱۰۹۶ء میں

صلیبیوں نے صخرہ کے اوپر قربان گاہ بنادی تھی۔ لیکن بعد میں سلطان صلاح الدین کے وقت میں پھر تبدیلیاں آئیں)

حضرت سلیمانؑ سے حضرت عمرؓ تک

ایک سرسری نظر ڈال لینے میں واقعات کی کڑیوں کا تسلسل قائم ہوجائیگا۔

- مصر کے بادشاہ شیشک (Shishak) نے یروشلم پر حملہ کیا اور محاصرہ کیا۔
- پھر بنوکدنضر (Nebuchadnezzer) نے یروشلم کو تباہ و برباد کیا تقریباً ۶۰۲ ق م میں
- جب ایرانیوں کے بادشاہ سائرس نے بابل فتح کرلیا (۵۳۸ ق م) تو یہودیوں کی جلاوطنی بابل سے ختم ہوئی۔ اور یہ یروشلم واپس آئے۔ انھوں نے تجدید کی اور ۴۵۸ ق م میں عزیرؑ توراۃ کی ترتیب میں لگ گئے۔
- پھر سکندرِ اعظم کا حملہ ہوا تقریباً ۳۶۶ ق م میں۔
- پھر انطوقیس چہارم (Antiochus IV) نے ۱۶۳ ق م میں حملہ کیا۔
- پھر رعایا کی دعوت پر رومی فاتح پامپی (Pompev) آیا اور ۶۳ ق م میں قابض ہوگیا۔
- اس نے اپنا حاکم (Curator) ہیرود (Herod) کو مقرر کیا
- ۴ ق م میں عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی اور ادھر ہیرود اعظم کی زندگی کا چراغ گل ہوگیا۔ مگر رومیوں کا قبضہ ہوگیا۔
- آخرش طیطس (Titus) نے ۷۰ء میں یروشلم کو بزورِ شمشیر فتح کرلیا۔
- پھر ایلیا ڈوس ہادریانوس (Hadriam) رومی نے آخری شکست دی (۱۳۲ء یا ۱۳۵ء یا ۱۳۷ء میں) اس نے ہیکل کو تباہ کرکے بت رکھوا دیئے۔ اور ایک نیا شہر بسایا جس کا نام ایلیا (Elia) رکھا۔
- پھر قسطنطین (Constantine) کا زمانہ آیا۔ ۳۳۵ء میں ان کی والدہ ملکہ

ہیلانہ نے وہ بت تو اٹھوا دیئے مگر صخرہ پر اس وقت کی قائم عمارت (پتہ نہیں کیسی تھی اور کس نے بنوائی تھی؟) توڑ دی۔ اور اس جگہ کو نجاست اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ (لیبان: تمدن عرب (عربی ایڈیشن) صفحہ ۱۷۲، طبع ۱۹۳۵ء)

- تقریباً ۶۲۱ء میں (ہجرت سے ایک سال قبل) معراج کا واقعہ ہوا۔ اور صخرہ پر ہی سے آنحضرت صلعم کا آسمانی سفر شروع ہوا۔ (معلوم ہوتا ہے صخرہ کا وہ حصہ کوڑا کرکٹ سے اس وقت بچا ہوا تھا؟)
- تقریباً ۶۲۴ء میں تحویلِ قبلہ کا حکم ہوا (جب اس بارے میں آیت نازل ہوئی)
- خلفائے راشدین کا زمانہ ۶۳۲ء تا ۶۶۱ء "ان ابتدائی ایام میں یروشلم (بیت المقدس) میں ہیرود (Herod) کے باسلیقہ ایوان کے باقیماندہ حصے کو مسجد میں تبدیل کر لیا گیا۔ یہ ایوان قدیم ہیکل کے احاطہ کے جنوب میں واقع تھا۔ اور اسے طیطس (Titus) کی فوجوں نے برباد کر دیا تھا۔ ابتدائی قسم کی یہ مسجد آرکلف (Arculf) نے تقریباً ۶۷۰ء میں دیکھی تھی" (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام لاہور جلد ۱۶ "فن تعمیر")
- حضرت عمرؓ کو خلافت ۶۳۴ء میں ملی اور انھوں نے بیت المقدس کی فتح کے موقعہ پر اس جگہ ایک مسجد تعمیر کی ۶۳۶ء میں۔

اسلام اور اجتماعیت

مولانا صدر الدین اصلاحی ——— قیمت : ۵ روپئے

اسلام میں اجتماعیت کی کیا اہمیت ہے؟ ملی انتشار کے کیا نقصانات ہیں؟ نظم اجتماعیت کے بغیر دینی زندگی کس طرح ادھوری رہ جاتی ہے اور مطلوبہ اجتماعیت کس طرح وجود میں آتی ہے؟

یہ ہیں وہ اہم موضوعات جن سے اس عالمانہ کتاب میں بحث کی گئی ہے۔

مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی ۶